ہفت روزہ اہلحدیث لاہور پاکستان
مسلک اہل حدیث کا داعی
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

بیاد
حضرۃ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد 42 | ۲۱ تا ۲۷ رجب ۱۴۳۲ھ | 24 تا 30 جون 2011ء | شمارہ ۲۴

# فاتح قادیان
## کی ایک یادگار تحریر

# اسلامی تعلیمات
کے فروغ کیلئے متحرک ہو جائیں۔
امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر

## ترکی میں اسلامی بیداری کی لہر

قرآن وسنت کی روشنی میں
☆ پردہ میں تخفیف کن عورتوں کیلئے ہے......؟
☆ معلّمہ کا جوان شاگردوں سے پردہ......؟
☆ ایام حیض میں نکاح کرنا......؟

جماعت کی تعمیر و ترقی
میں حصہ لینا ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

# درس قرآن

شیخ الاسلام حضرت
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

## فضیلت سورۃ البقرۃ

﴿والَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ:۴)

''اور وہ جو تیری طرف اتری ہوئی (کتاب) اور تجھ سے پہلے اتری ہوئی بھی مانتے ہیں اور یہی لوگ قیامت کو مانتے ہیں۔''

اور دوسری نشانی یہ سمجھو کہ اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں جو اے پیغمبر! تیری طرف اتری ہوئی کتاب اور تجھ سے پہلے اتری ہوئی کتابیں بھی مانتے ہیں نہ صرف زبانی دنیاداروں کی طرح یا جھوٹے واعظوں کی مانند کہ کہیں کچھ اور کریں کچھ، بلکہ وہ نیک کام اور اخلاص میں ایسے مشتاق ہیں کہ ان کی اخلاص مندی دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ یہی لوگ قیامت کو مانتے ہیں۔

**عیسائیوں کی پہلی غلطی:** بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان نے عیسائیوں سے انجیل کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل مانگی تو جھٹ سے انہوں نے یہ آیت یا اس کے ہم معنی کوئی دوسری آیت پڑھ دی اور سائل مسلمان پر زور ڈالا کہ تمہارا قرآن کتب سابقہ کی شہادت دیتا ہے یا کہ ان کی تسلیم کو داخل ایمان بتاتا ہے۔ پھر تم اس سے زیادہ ثبوت کیا چاہتے ہو اس لیے مناسب ہے کہ اس جگہ جو پہلا ہی موقع کتب سابقہ کی تصدیق کا آیا ہے، ہم اس امر کی تحقیق کر دیں کہ کتب سابقہ جن کی قرآن کریم تصدیق کرتا ہے وہ یہی ہیں جن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت زمانہ حال کے عیسائیوں سے مطلوب ہے یا اور۔ اور ان کتابوں کی قدر و منزلت کہاں تک ہے اور یہ بھی واضح کر دیں کہ اس مطلب پر عیسائیوں کا اس آیت کو پیش کرنا مثبت مدعا ہے یا صرف دفع الوقتی یا نا سمجھی۔

پس واضح ہو کہ کتب سابقہ جن کی تصدیق قرآن کریم نے کی ہے بحیثیت مجموعی یہ نہیں جو اس وقت متداول ہیں۔ یہ تو ایک مثل کتب تواریخ کے ہیں۔ اس ہمارے دعوی کا ثبوت ان کا موجودہ طرز ہی بتلا رہا ہے۔ تورات ابتداء سے انتہا تک انجیل اول سے آخر تک پڑھنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ان کتب والے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہم السلام کے سوا کوئی اور ہی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کے بعد کے واقعات کا اس میں درج ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ ان جملوں کی حضرت موسیٰ اور مسیحؑ کو خبر تک نہیں۔ کجا یہ کہ خدا کی طرف سے ان پر الہام ہوئے ہوں۔ مثلاً حضرت موسیٰ کی وفات اور بعد وفات کے واقعات کا ذکر بھی توریت میں مذکور ہے، توریت کی پانچویں کتاب استثنیٰ میں لکھا ہے: ''سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مرگیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا۔ آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا کہ نہ اس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اس کی تازگی جاتی رہی۔ سو بنی اسرائیل موسیٰ کے لیے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے۔ (باب ۳۴، فقرہ ۵) آگے چل کر دسویں فقرے میں لکھا ہے: ''اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا۔''

# درس حدیث

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

## معراج کے تحفے

''وعن عبدالله، قال: لما اسرى برسول الله ﷺ انتهى به الى سدرة المنتهى، وهي في السماء السادسة، اليها ينتهي ما يعرج به من الارض فيقبض منها، واليها ينتهي ما يهبط به من فوقها فيقبض منها، قال: ﴿اذ يغشى السدرة ما يغشى﴾ قال: فراش من ذهب، قال: فاعطى رسول الله ﷺ ثلاثا: اعطى الصلوات الخمس، واعطى خواتيم سورة البقرة، وغفر لمن لا يشرك بالله من امته شيئا المقحمات'' (رواه مسلم)

''حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ جو کچھ زمین سے اوپر جاتا ہے وہ اس مقام پر آ کر رک جاتا ہے وہاں سے اسے اوپر پکڑ لیا جاتا ہے اور جو کچھ اوپر سے نیچے آنا ہوتا ہے وہ بھی اوپر سے اسی مقام پر آ کر رک جاتا ہے اور وہاں سے پکڑ لیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اذ یغشی السدرۃ ما یغشی یعنی بیری کو ڈھانپ لیا جس نے بھی ڈھانپ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے، راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو تین (تحائف) دیئے گئے۔ پانچ نمازیں عطا کی گئیں۔ سورہ بقرۃ کی آخری آیات دی گئیں اور ہر اس شخص کو بخش دیا جائے گا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ہو خواہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔'' (مسلم)

رسول اکرم ﷺ کا معراج جسمانی تھا، آپ ﷺ اپنے جسد اطہر اور روح کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ آسمان پر جانے سے قبل بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام کو دو رکعت نماز پڑھا کر امام الانبیاء کا لقب پایا پھر آپ ﷺ کو اوپر لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر رک گئے۔ وہاں پر بیری کا ایک درخت ہے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے اور اس کے بیر کلال مقام کے گھڑوں جتنے تھے وہ ایسا مقام ہے کہ نیچے والے فرشتے اس تک پہنچ کر رک جاتے ہیں اور اوپر والے فرشتے بھی وہاں سے آگے نہیں جاتے وہاں سے پیغامات منتقل ہوتے ہیں اس درخت کو سونے کے پتنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے وہاں پر اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور تین تحائف ملے ان میں سے ایک تحفہ دن اور رات میں پانچ نمازیں ادا کرنا ہے اسی بنا پر نماز کو مومن کی معراج کہا جاتا ہے۔ دوسرا تحفہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں جن میں اس بات کا اقرار ہے کہ جو کچھ زمین آسمان میں ہے وہ سارے کا سارا اللہ کا ہی ہے وہ تمہارے دل کی باتوں کو جانتا ہے وہ قادر مطلق ہے اور تیسرا تحفہ کہ جس نے شرک نہ کیا کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہوا سے بخش دیا جائے گا، لہٰذا ان تحائف کی قدر کی جائے۔

# کرشن قادیانی اور ہم

تحریر شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

(آج سے ایک سو چار سال قبل مارچ ۱۹۰۷ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیوں کے درمیان ایک اخباری جنگ شروع ہوئی جسکی ابتداء قادیانیوں کے اخبار الحکم کی ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء کی ایک تحریر سے ہوئی جس میں انہوں نے حضرت شیخ الاسلام کو چیلنج کیا کہ اگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی، پیش گوئیوں وغیرہ کو جھوٹا سمجھتے ہیں تو قسم اٹھائیں۔ حضرت شیخ الاسلام نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں جوابا لکھا کہ میں مطلوبہ قسم اٹھانے کے لئے تیار ہوں مگر مرزا غلام احمد قادیانی سے اس بات کی تعیین کروا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ حضرت شیخ الاسلام کے اس مطالبے کے جواب میں قادیانیوں کے اخبار بدر کے ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے شمارے میں ایک تحریر شائع ہوئی جس کا جواب حضرت شیخ الاسلام نے ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث امرتسر کے شمارے میں، کرشن قادیانی اور ہم، کے عنوان سے دیا۔ مولانا کی اس جوابی تحریر میں قادیانیوں کی ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کی تحریر بھی شامل ہے، اس لئے ہم اسے یہاں نقل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء کا اہل حدیث کا شمارہ عشروں تک اہل علم اور عوام کی نظروں سے اوجھل رہا ہے اور حال ہی میں اللہ تعالی نے اپنے من حیث لا یحتسب کے خزانوں سے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بنا بریں ذیل کی تحریر کئی عشروں کے بعد ناظرین کی سامنے پیش ہو رہی ہے، اور اس شمارے کے گرد وپیش کے شماروں میں سے رد قادیانیت پر حضرت شیخ الاسلام کے دیگر تحریریں بھی قند مکرر کے طور پر وقتاً فوقتاً ناظرین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی اور تحریک ختم نبوت کے سلسلہ کتب کی آئندہ جلدوں میں حسب موقع شامل ہونگی۔ انشاء اللہ۔

محمد بہاء الدین۔

آئندہ کی بات، آئندہ کے لئے چھوڑ کر حضرت شیخ الاسلام مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نظر تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے لکھا:)

ادھر آپیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

۱۷ مارچ (۱۹۰۷ء) کے قادیانی اخبار الحکم میں ایک مضمون نکلا تھا کہ ثناء اللہ امرتسری قسم کھائے کہ مرزا صاحب قادیانی کا کوئی الہام ثابت نہیں۔ اس کا جواب ۲۹ مارچ (۱۹۰۷ء) کے اہل حدیث میں دیا گیا تھا کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ امرتسر یا بٹالہ میں جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو، مگر پہلے یہ بتلاؤ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب کرشن جی نے اپنے اخباروں (بدر مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء اور الحکم مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء میں) جو دیا ہے ہم اس مضمون کو تمام وکمال سارا نقل کرتے ہیں تا کہ ناظرین کو صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔ مزید آسانی کے لئے ہم نے مضمون منقولہ کے فقروں پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ پس ناظرین ان نمبروں کو دیکھ کر ہمارے جوابات کو نمبروار پڑھتے جائیں اور لطف اٹھائیں۔

قادیانی ایڈیٹروں سے بھی توقع ہے کہ وہ ایمانداری سے کام لے کر ہماری طرح ہمارا تمام مضمون نقل کریں گے۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے:

مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

(حضرت مسیح موعود کے حکم سے لکھا گیا)

مولوی فاضل ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تازہ تصنیف، قادیان کے آریہ اور ہم، کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے کے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں:

ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں، سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو۔ مگر پہلے یہ شائع کرا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ہم حلفیہ کہہ دیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلی درجہ کا جھوٹا، مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیش گوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔

مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے جہاں تم پہلے، ایک زمانہ میں صوفی عبد الحق غزنویؒ سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں، تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کاروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو، اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو، سب امت کیلئے کافی نہیں ہوسکتا۔

اس مضمون میں سے بے جا طعن وتشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں، اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت مسیح موعود کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس پر خدا تعالی کی قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس مباہلہ (۱) کے واسطے حضرت مرزا صاحب (۲) کو بلاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔

اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے (۳) وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اور بے شک (۴) یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اسکے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے جو عذاب اپنے لئے چاہیں، خدا سے مانگیں۔ لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت (۵) میں نہ پڑے، اس واسطے باوجود اس قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور

میں آتی ہیں، حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ (۶) چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے اور امید ہے کہ بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شائع ہو جاوے گی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ (۷) کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جائے گی، اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جس میں ہم یہ ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ (۸) کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر ہمارا یہ افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ایسا ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کیساتھ یہ لکھ دیں (۹) کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنة الله على الكا ذبین اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب (۱۰) وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں۔ ان اشتہارات (۱۱) کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔ ہاں اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو (۱۲)۔ باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا، مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی (۱۳)۔ مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لے گا (۱۴) ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر ایک زمانہ بول اٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا ہے۔ معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہو جانا فی الواقع تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ مولوی ثناء اللہ (۱۵) جو چاہے اپنے لئے کذب کی سزا میں عذاب تجویز کر لے لیکن خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں (۱۶) وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے۔ انسانی گورنمنٹ (۱۷) کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں کرتی تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ پورے کرے۔ فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں۔ البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ (۱۸) نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹال لیا تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کریگا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے گا۔ آخر درخواست کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر آسمان سے برسائے جاویں، خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب تو نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ دیکھو سورہ انفال، رکوع ۴: واذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم اور دراصل مولوی جس صورت میں ہمارے کذب پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اسے تو مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے (۱۹) اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود) کا موقع نہ دے اور وہ منظور کر کے ہم کو اطلاع دے کہ ہم بروقت تیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیج دیں (۲۰) اور ساتھ ہی لکھ دے کہ کتاب کے پہنچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھے گا اور پھر وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے کہ میں قسم کھاتا ہوں (۲۱) کہ میں نے کتاب حقیقۃ الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا اور میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کو مفتری اور فریبی سمجھتا ہوں اور اس کے تمام الہامات اور پیش گوئیوں کو افتراء سمجھتا ہوں اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت اللہ تعالیٰ مجھے لاوے۔

امید ہے (۲۲) کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر (۲۳) یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے اس سے بڑھ کر اس طرح ان کی شہرت ہو جائے گی کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائے گا اور ہمارے انگریزی رسالہ ریویو کے ذریعہ سے یورپ، امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ کا نام پہنچ جائے گا۔ اس زمانہ میں بہ سبب مطبع اور ڈاک کے ایسے امور میں تشہیر کے لئے میدانوں میں جمع ہونے کی ضرورت بھی نہیں رہی اور اس مباہلہ کی تازہ مثال اس وقت قائم بھی ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈوئی کے ساتھ (۲۴) (جو امریکہ کے ملک میں تھا اور مدعی نبوت تھا) حضرت اقدس کا مباہلہ ہوا تھا جس کے بعد اول تو وہ ولد الزنا ثابت ہوا جس کا اقرار اس نے خود بھی کیا، اور پھر اسکے مریدوں نے اس کو تمام جائداد سے بیدخل کر دیا اور بالآخر فالج میں مبتلا ہو کر خستہ و خراب حالت میں مر گیا۔ وہ امریکہ میں تھا اور حضرت قادیان میں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب زمین خدا کی ہے اور سب لوگ اس کے دست تصرف کے نیچے ہیں خواہ کوئی امریکہ میں ہو یا ایشیا میں، امرتسر میں ہو یا قادیان میں۔ امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گھڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑھنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔ (مولانا پوچھتے ہیں کہ یہ چیلنج دیتے ہو یا میرے چیلنج کو منظور کرتے ہو)

مولوی صاحب کو یہ بھی یاد رہے کہ ہم کو قرآن کریم نے فتنہ سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ امرتسر یا بٹالہ میں مباہلہ کے لئے جمع ہونا ایک قسم کے فتنہ کو برپا کرنا ہے۔ کیا ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کا ایام رمضان میں امرتسر آنا مولوی ثناء اللہ کو یاد نہیں رہا اور جو درندگی اس وقت مولوی ثناء اللہ کے اہل وطن سے ظاہر ہوئی تھی اس کو بھول گئے ہیں۔ (مولانا یہاں وضاحتاً لکھتے ہیں کہ دہلی میں مرزا صاحب کی چاہیتی بیوی کے ہم وطنوں سے کیا ظاہر ہوا تھا۔ کانٹے تو ہر جگہ کانٹے ہی کا پھل دیں گے) کیا مولوی ثناء اللہ حفظ امن کا امرتسر یا بٹالہ میں ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مولوی مذکور کی جو ذاتی وجاہت ہے اس سے تو ہم خوب واقف ہیں لیکن ایسے مباہلہ میں تو ان کی

وجاہت بھی خواہ کیسی ہی ہو، جہلاء کا مقابلہ نہ کرسکے گی۔

مولوی ثناء اللہ خوب جانتا ہے کہ حضرت اقدس کا سفر میں روزہ کو چھوڑنا اصل میں تعلیم قرآن کی ترویج تھی لیکن مولوی ثناء اللہ کو یاد ہوگا کہ مولوی مذکور نے اس پتھر برسانے کے فعل کو عمدہ ظاہر کرکے اپنی فطرت کا اظہار کر دیا۔ کیا اس شہر میں اب مباہلہ تجویز ہونا مناسب ہے۔

مولوی صاحب اگر آپ نے (۲۵) امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکھی تو پھر کیا حرج ہے کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہو جائے۔ لیکن اگر آپ اس (۲۶) پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زاد راہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں (مولانا طنزاً فرماتے ہیں کہ میرے پہلے قادیان پہنچنے پر جو آپ نے حسب وعدہ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ مجھے دیا تھا، وہی کافی ہے۔ ان پچاس کی بھلا کیا حقیقت ہے) لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جاویں اور الفاظ مباہلہ (۲۷) تحریر ہوکر اس تحریر پر فریقین اور ان کے گواہوں کے دستخط ہو جاویں گے۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ ضروری ہے (۲۸) کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کرے کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد بھی مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے آسکتا ہے البتہ اپنے آنے سے پہلے ایک ہفتہ ہم کو اطلاع دے اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں کیونکہ ہماری جماعت (۲۹) مثل بھیڑوں کے ہے اور ہمارے تابع ہے اور ان لوگوں کی طرح درندہ نہیں جن کا نمونہ امرتسر میں دیکھا گیا تھا۔ (بدر ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۴-۵)

**جواب:** نمبر اول دوم سوم اور چہارم میں آپ نے بالکل سفید جھوٹ سے کام لیا ہے کیونکہ میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے (بقول آپ کے دیکھو نمبر ۲۹) آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کھانے کے لئے کہا، جس کو میں نے منظور کیا ہے۔ افسوس ہے کہ میں نے قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہو۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ پس ہوش سے سنیئے اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجئے۔ میں نے جو کہا ہے وہی کہیے۔ اپنے معمولی کذب سے کام نہ لیجئے۔ یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں۔ معاذ اللہ جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہوں نہ اب بلکہ سال ہا سال سے، تو میں آپ کے مباہلہ سے کیوں ڈرسکتا ہوں۔ یہ تو نہیں بلکہ آپ کو راست گوئی کا سبق دیتا ہوں کہ آپ عموماً ہر معاملہ میں اور خصوصاً میرے مقابلہ پر کذب بیانی نہ کیا کریں کیونکہ میں آپ کے مکائد سمجھنے میں بفضلہ تعالی مجتہد کا درجہ رکھتا ہوں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را مے شناسم

پس میں نے جو کہا وہی میرے طرف ثبت کیجئے، دروغ گوئی سے کام نہ لیجئے۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے، مباہلہ نہیں کہا۔ نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا۔ قسم اور ہے مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گووں ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں۔

☆ نمبر ۵، میں بھی آپ نے معمولی کذب سے کام لیا ہے۔ بھلا اگر آپ ایسے ہی رحم دل تھے تو پادری عبداللہ آتھم کی بابت کیوں کہا تھا کہ پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ کیوں آپ نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اسکے بے گناہ داماد کی موت کی پیش گوئی شائع کی تھی؟ ہاں ہم تمہاری اس مہربانی کا گر بھی جانتے ہیں کہ گورنمنٹ سے چونکہ تحریری اقرار ہے کہ میں (مرزا) کسی کے حق میں موت یا عذاب کی پیش گوئی نہ کرونگا اس لئے اب رحمت اور مہربانی کی سوجھی ہے سچ ہے:

عصمت بی بی ست از بے چادری

☆ نمبر ۶ کے مطابق بھی ہم تیار ہیں مگر نمبر ۷ میں جو آپ دلائل سنانے کا وعدہ دیتے ہیں، کیا اس قسم کے وعدے آپ نے پہلے نہیں کئے تھے، کیا آپ کو یاد نہیں کہ شروع شروع میں آپ نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام کے انتظار کرنے کے لئے کیسے کیسے اشتہارات شائع کئے مگر جب وہ نکل آیا تو کیا نکلا۔ وہی بقول شخصے:

جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

☆ نمبر ۸ میں بھی آپ نے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا۔ خواہ مخواہ اپنی قسم کا ذکر کر دیا۔ اے جناب ہم نے آپ کو کب قسم اٹھانے کے لئے کہا۔ ہم تو نہ آپ کو قسم کھلاتے ہیں نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے ہیں۔ خواہ آپ تپتے توے پر... رکھ دیں۔ ہمیں تو قرآن میں آپ کی قسم پر اعتبار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ پھر ہم آپ کو کیوں قسم دیں اور کیوں اعتبار کریں۔ ہاں آپ نے ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا ہے اس لئے ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو تیار ہیں۔

☆ نمبر ۹ بھی فضول ہے۔ ہم تو اسی وعدے پر قائم ہیں جو ہم نے ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں شائع کیا ہے جس کو آپ نے بھی منظور کیا۔ زائد باتوں کو ہم آپ کی فضول گوئی جانتے ہیں۔ جب آپ کی کتاب نکلے گی تو اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔ سردست تو جہاں سے بات چلی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق (دیکھو الحکم ۱۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء) ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ قسم کے الفاظ بھی ہم نے لکھ دیئے ہیں اور آپ نے منظور کر لئے ہیں۔ باقی فضول۔

☆ نمبر ۱۰ میں تو آپ مجھ کو عذاب کی تعیین کا اختیار دیتے ہیں مگر نمبر ۱۷ میں اس اختیار کو چھنتے ہیں، کیونکہ آپ لکھتے ہیں، خدا کیوں کسی مجرم کے من کے چاؤ کو پورا کرے۔ پس اس اختلاف کو جو بموجب تعلیم قرآن جھوٹ کی علامت ہے آپ اٹھادیں گے تو میں بھی حسب (نمبر ۱۰) آپ کو عذاب کی تعیین سے اطلاع دونگا۔

نمبر ۱۱ میں آپ فیصلے کے منتظر ہیں۔ کیا ابھی آپ کا اور آپ کے مخالفوں کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو پھر آپ کے دجال اور کذاب مردود وغیرہ ہونے میں کیا شک ہے کیونکہ آپ نے ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو خود ہی اشتہار دیا تھا جس میں یہ دعا لکھی تھی:

اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ

جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر کہ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر کاذب نہیں ہوں، تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے، کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ (اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

یہ دعا باآواز بلند کہہ رہی ہے کہ مرزا صاحب کوئی ایسا نشان مانگتے ہیں جس سے ان کا اور ان کے مخالفوں کا بکلی فیصلہ ہو جائے۔ حالانکہ بقول آپ کے ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا، بلکہ اشتہارات شائع ہونے پر آئندہ کو ہوگا۔ پھر ساتھ ہی اس کے اس دعا کے پورا ہو جانے کی صورت میں آپ نے اپنے لئے یہ فرمایا تھا کہ:

اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بیدین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہیں، تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں کا مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے (اشتہار مذکور)

کیا مرزا جی! واقعی آپ ایسے ہی ہیں؟ یہ ترقی آپ کو مبارک ہو۔

☆ نمبر ۱۲ میں آپ انسانی ہاتھ کی بے دخلی مانتے ہیں مگر پنڈت لیکھ رام کو جب کسی انسان نے قتل کیا تو آپ نے اس کو کیوں اپنا نشان لکھا تھا اور اب بھی لکھ رہے ہیں۔

☆ نمبر ۱۳۔ اگر مباہلہ ہوتا تو شائد ضرورت نہ ہوتی، مگر مباہلہ تو ہے نہیں، بلکہ آپ نے حسب درخواست میری طرف سے قسم کھانے پر آمادگی کی ہے، اس لئے اس عذاب کی تعیین کرا لینا آیت مباہلہ کے خلاف نہیں۔ علاوہ اس کے میں حضرت (مرزا) کا مزاج شناس ہوں۔ آپ وہی تو ہیں جو آتھم کی بابت لکھ چکے تھے کہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ مگر جب نہ مرا تو کہہ دیا کہ دل میں ڈر گیا ہے۔ پنڈت لیکھ رام کی بابت لکھا تھا کہ خرق عادت عذاب اس پر آئے گا، مگر جب وہ معمولی طور پر چھری سے مارا گیا تو آپ نے اپنی سچائی کا اظہار کیا۔ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی بابت لکھا تھا کہ تیرہ ماہ میں ذلیل وخوار ہوگا۔ جب مدت گذر گئی تو لکھ مارا کہ چونکہ اس (مولوی محمد حسین صاحب) نے عجبت کا صلہ لام غلط لکھا ہے اس لئے وہ ذلیل ہو گیا۔ سرکار سے اس کو چار مربع زمین ملی اس لئے وہ ذلیل ہو گیا۔ حالانکہ پہلی بات کی مولوی صاحب تکذیب کرتے ہیں اور دوسری بات تو جیسی ذلت کی ہے خدا ہم کو بھی نصیب کرے۔ پھر میری بابت لکھا کہ تو قادیان میں نہ آئے گا لیکن جب میں بلائے بے درمان کی طرح جا پہنچا، تو بات بنائی کہ نیک نیتی سے نہیں آیا۔ اپنی آسمانی منکوحہ کے نکاح کا الہام شائع کیا جب مدت گذر گئی تو کہا چونکہ اس کے متعلقین دل میں ڈر گئے اس لئے تاخیر واقع ہوگئی۔ غرض اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو روزمرہ دیکھنے میں آتے ہیں پھر کیا یہ سوال بے جا ہے کہ آپ سے پوچھا جائے کہ وہ عذاب کیا ہوگا۔ کیا یہ مثل غلط ہے من جرّب المجرّب حلت به الندامة اسی لئے میں پوچھتا ہوں کہ حلف اٹھانے پر میرے لئے عذاب کی تعیین کر دیجئے۔ پس آپ دعا کر کے خدا سے اس عذاب کا علم حاصل کریں کیونکہ آپ تو (بقول خود) بڑے مستجاب الدعوات ہیں خصوصاً دشمنوں کے حق میں آپ کی دعا رد نہیں ہوتی (دیکھو اپنا ازالہ اوہام طبع اول) آپ کو خدا نے کہا، جدھر تیرا منہ ادھر ہی میرا منہ ہے۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ: مجھے بار ہا مخاطب کر کے خدا فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ (دیکھو اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء ملحق تریاق القلوب)

یہ بھی آپ کا الہام ہے الفوق معك و التحت مع اعداءك یعنی تو ہمیشہ بلند رہے گا اور تیرے مخالف ہمیشہ نیچے رہیں گے (دافع البلاء)۔ پس آپ کو کیا مشکل ہے کہ آپ اس حلف کے نتیجہ سے مجھے ابھی اطلاع نہ بخشیں اور مخلوق خدا کو اپنی محبت سے فیض یاب ہونے کا موقع دیں لیکن میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی ایسا نہ کریں گے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اہل حدیث کا مقابلہ آسان نہیں

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

☆ نمبر ۱۴ میں جو آپ نے فرمایا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ پکے کاذب اور دجال ہیں کیونکہ صوفی عبدالحق غزنوی سے جو آپ نے مباہلہ کیا تھا اس کے بعد جو جو ذلتیں آپ پر وارد ہوئی تھیں ایک زمانہ بول اٹھا تھا کہ:

مدد ہے مباہل کو یہ آسمانی
ہوئی جس سے ہے ذلت قادیانی

آتھم کے زندہ رہنے پر جو لعنتیں تم پر پڑی تھیں وہ مباہلہ ہی کا اثر تھا۔ ورنہ تم ہی بتلاؤ کہ عبدالحق پر کون سی ایسی ذلت آئی جس کی نسبت ایک زمانہ بول اٹھا کہ یہ مباہلہ کا اثر ہے۔

☆ نمبر ۱۵ کا رد آپ نے نمبر ۱۷ میں خود ہی کر دیا ہے۔ مرزائیو! یہی تمہارا مہدی ہے اور یہی تمہارا کرشن گوپال اور یہی تمہارا سلطان القلم ہے جو ایک ہی سطر میں تو مجھے اختیار دیتا ہے کہ جو عذاب چاہوں مانگوں جس کا مطلب صاف ہے کہ جو عذاب مانگوں گا وہی آئے گا تب ہی تو فیصلہ ہوگا، پھر ساتھ ہی لکھتا ہے کہ خدا کسی کا منشاء پورا نہیں کیا کرتا۔ یہ اس لئے کہا کہ اگر وہ عذاب نہ آیا تو کہہ دوں گا کہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ خدا کسی کا منشا پورا نہیں کیا کرتا۔ سچ ہے:

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں مطلب دونوں

☆ نمبر ۱۸ بھی نمبر ۱۵ کے برخلاف ہے کیونکہ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ منہ مانگا عذاب نہیں ملتا۔ پس میں کیوں اپنے منہ سے عذاب کی تعیین کروں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ آپ ہی اس عذاب کی تعیین کر دیں کیونکہ آپ خود مانتے ہیں اور قرآن سے ثبوت دیتے ہیں کہ خدا کسی مجرم کو منہ مانگا عذاب نہیں دیتا۔ پھر کیوں کہتے ہو کہ عذاب کی تعیین میں کروں۔ مرزائیو! تم بھی اس خبطی کو نہیں پوچھتے کہ کیا کہتا ہے۔

☆ نمبر ۱۹ میں بھی آپ نے اپنے معمولی کذب سے کام لیا ہے اور اپنے دام افتادوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالی ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ آپ کے اخبار میں مجھ کو قسم کھانے کی بابت کہا گیا، میں نے منظور کیا، مگر اس

شرط پر کہ اس حلف کے نتیجہ سے اطلاع دیں۔ اب اس کے بعد آپ نے میری اس تحریر کی منظوری دی۔ بتلایئے شرط ہماری طرف سے تھی یا آپ کی طرف سے۔ ہماری تجویز کو منظور کرنا گویا ہماری شرط کو بھی منظور کرنا ہے۔ باقی یہ کہ آپ کو بھاگنے نہ دیں یہ ہم سے کیونکر ہوسکتا ہے، شیروں کو تو قابو کیا جاسکتا ہے مگر گیدڑوں کو کون قابو کرے جن کے لئے سب راہیں کھلی ہیں۔ ورنہ دانا سمجھ سکتے ہیں کہ بات صرف دو حرفہ ہے کہ آپ نے ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا ہم نے آپ کی دعوت قبول کی مگر حلف کے نتیجہ سے اطلاع چاہی۔ پس آپ فرماویئے

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

☆ نمبر ۲۰۔ بے شک بھیجئے، مگر یقین نہیں کہ آپ اس وعدے کو بھی سچا کریں کیونکہ رسالہ انجام آتھم میں بھی آپ نے یہی لکھا تھا کہ جن لوگوں کو اس میں مباہلہ کی دعوت ہے ان کو یہ کتاب بھیجی گئی ہے جس کو نہ پہنچی ہو وہ اطلاع دے تو دوبارہ رجسٹری کرا کر بھیجی جائے گی۔ مگر میں نے نہ پہنچنے کی اطلاع کی تاہم کتاب نہ پہنچی۔ یہ تو ہیں آپ کے وعدے۔ سچ ہے

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

☆ نمبر ۲۱۔ یہ ایک نئی تجویز ہے جب کتاب چھپ کر ہمارے پاس آئے گی تو اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا۔ سردست تو آپ کی دعوت کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں پس آیئے اور تشریف لایئے۔

☆ نمبر ۲۲۔ بے شک میں نے جس طرح آپ کی تجویز کو منظور کیا ہے اس سے مجھے کسی طرح انکار نہیں۔ یاد رکھو کہ میں کون ہوں؟

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

☆ نمبر ۲۳۔ اس میں بھی آپ نے غلط بیانی سے کام لیا۔ بھلا میرے جیسے آدمی کو جو محض خدا کے فضل و کرم سے ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک جلسوں مناظروں میں بلایا جاتا ہے، اس کو امرتسر یا بٹالہ میں شہرت کی خواہش ہوسکتی ہے؟ ہاں میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے ان دو مقاموں کو کیوں منتخب کیا؟ امرتسر کو تو اس لئے کہ ایک دفعہ پہلے آپ کا مباہلہ اس شہر میں ہوچکا ہے نیز مجھے اس میں آرام بھی ہے کیونکہ میرا شہر ہے نہ کہیں جانا نہ آنا۔ بٹالہ کو اس لئے منتخب کیا کہ میرے اور آپ کے درمیان میں ہے اور آپ خود ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں بغرض مباحثہ بٹالہ کو منتخب کرچکے ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی بٹالہ کو منتخب کیا اگر اس انتخاب میں کوئی شہرت پسندی ہے تو اس کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہے۔ اگر اب فساد کا خطرہ ہے تو ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء میں جبکہ آپ نے خود ہی بٹالہ کو منتخب کیا تھا فساد کا خطرہ نہ تھا؟ کیا ہی خبط ہے۔

☆ نمبر ۲۴۔ میں آپ نے محض جھوٹ اور سراسر کذب سے کام لیا ہے سچے ہو تو اس مباہلہ کے الفاظ نقل کرو اور بتاؤ کہ ڈوئی نے تمہارے مقابلہ پر کیا کہا تھا۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ اہل حدیث تمہارے اس قسم کے کذب کئی ایک دفعہ ظاہر کرچکا ہے مولوی غلام دستگیر مرحوم اور مولوی اسماعیل مرحوم کی بابت جو تقاضا ان کے مباہلہ کا تم پر مدت سے کیا جاتا ہے اس پر مسٹر ڈوئی والے مباہلہ کا تقاضا مزید ہے۔ بس سچے ہو تو اس مباہلہ کو اصلی الفاظ میں شائع کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

☆ نمبر ۲۵۔ اس کا جواب پہلے آچکا ہے کہ بٹالہ کا انتخاب آپ ہی نے کیا ہوا ہے۔

☆ نمبر ۲۶۔ کیا آپ کی طرح قادیان میں آنے پر مجھے خطرہ نہیں۔ تاہم بٹالہ میں نہ آنے کی کوئی معقول وجہ بتلادیں گے تو میں قادیان میں بھی آجاؤنگا۔ کیا آپ کو میرا پہلے ایک دفعہ قادیان پر حملہ آور ہونا یاد نہیں۔ اگر تمہیں ذرہ بھی شرم وحیا ہوتی تو تم مجھ کو قادیان میں کبھی نہ بلاتے۔ ہندوستان کے ہندو سلطان محمود غزنوی مرحوم کے حملات بھول جائیں تو تعجب نہیں مگر آپ کو میرا قادیان پہنچنا نہ بھولنا چاہیے۔

☆ نمبر ۲۷۔ بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہوچکے ہیں جن پر ہم نے تمہارے ہی منقولہ مضمون میں خط دے دیا ہے جن کو تم نے بھی منظور کرلیا ہے

☆ نمبر ۲۸۔ بے شک اپنی سچائی کے دلائل سنایئے لیکن یہ تو بتلایئے کہ وہ دلائل ایسے ہی ہوں گے جو آج تک آپ نے تمام ملک شائع کئے ہیں جن کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

قلم تیرا ہوا جب آشنا گوہر فشانی سے
عبارت کو سبک دوشی ہوئی بارِ معانی سے

یا کوئی ایسے دلائل ہیں جو ابھی تک خاص میرے ہی لئے ریزور (محفوظ) کر رکھے ہیں۔ اگر کوئی خاص دلائل ہیں تو میں بخوشی سنونگا اور اعتراض بھی کرونگا کیونکہ ازالہ اوہام میں آپ نے مباہلہ سے پہلے مباحثہ ہونا ضروری لکھا ہے۔ پس حسب تجویز آپ کے میں آپ سے مباحثہ بھی کرونگا مگر خطرہ ہے کہ آپ کو اس وقت کوئی الہام نہ ہوجاوے کہ مجھے خدا نے مباہلہ سے منع کردیا ہے جیسا کہ میرے قادیان پہنچنے پر آپ نے کہہ دیا تھا۔

☆ نمبر ۲۹۔ کیسا سفید جھوٹ ہے، تمہاری جماعت کے اکثر لوگ بھیڑیں نہیں بھیڑیئے ہیں، بدخلق ہیں، خودغرض ہیں، سفلہ ہیں، دل آزار ہیں، بدتہذیب ہیں، کمینہ ہیں، متکبر ہیں، کینہ توز ہیں۔ ہم نہیں کہتے تم خود کہتے ہو۔ غور سے سنو تمہارا ہی کلام سناتا ہوں اور تمہیں کو شہادت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ اشتہار التواء جلسہ ۱۸۹۳ء میں لکھتے ہیں:

مولوی نورالدین صاحب بارہا مجھ سے تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بعض حضرات ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے اسلام علیک نہیں کرسکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ (اشتہار مذکور)

مرزائیو! تمہارے پیر بلکہ پیغمبر صاحب نے تم کو یہ اچھا سرٹیفکیٹ دیا ہے، تم کو مبارک ہو۔

مختصر یہ ہے کہ جہاں سے بات چلی ہے اس کو یاد کیجئے۔ اس کے مطابق ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے

باقی صفحہ 15 پر

اور ہمارا تعارف کروایا، ہم لوگوں نے پورے اطمینان کے ساتھ اہل قبور کو مسنون سلام پیش کیا۔ سڑک کے کنارے ایک یادگار سی بنی ہوئی ہے جس پر شہدائے بدر کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلا نام سیدنا عمیر بن ابی وقاص کا ہے۔ میں ہمیشہ ان کے نام کو دیکھ کر جذباتی ہو جاتا ہوں، آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ میں تھوڑی دیر کے لیے تصور میں کھو گیا کیونکہ سولہ سال کا یہ قریشی نوجوان جب مدینہ سے نکلتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے کمسنی کی وجہ سے انہیں واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تو وہ رو پڑے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے جذبے کا خیال کرتے ہوئے اجازت مرحمت فرما دی۔ ان کے بڑے بھائی سعد بن ابی وقاص نے جنگ کے روز دیکھا کہ عمیر اللہ کے رسول ﷺ سے چھپتا پھرتا ہے، وجہ صرف یہ تھی کہ کہیں ان کو واپس نہ بھیج دیا جائے، اور وہ جنگ سے محروم رہ جائیں۔ لیکن اجازت ملنے کے بعد بڑے بھائی نے نہایت محبت سے اپنے پیارے، چھوٹے بھائی کو خود تلوار باندھی، ڈھال دی اور یہ قریشی نوجوان داد شجاعت دیتا ہوا جنت الفردوس کا مکین بن گیا۔

میں یہ جاننے کے لیے بے تاب تھا کہ معرکہ کہاں اور کیسے ہوا؟ اس سفر سے پہلے میں قبرستان والی جگہ کو ہی جائے معرکہ سمجھتا تھا مگر ہمارے گائیڈ نے سڑک پار کھجوروں کے باغ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ معرکہ کی جگہ اس طرف ہے۔ چند منٹوں میں ہم معرکہ کی جگہ کھڑے تھے۔ مجھے قرآن کریم کی ''سورۃ انفال'' کی آیت نمبر کے ان الفاظ کی تشریح اس دن سمجھ میں آئی کہ ''اذا انتم بالعدوۃ الدنیا'' جبکہ تم میدان بدر کے قریب والے کنارے پر تھے۔ میں نے عبداللہ سے پوچھا کہ ''العدوۃ الدنیا'' کہاں ہے، تو اس نے جس جگہ ہم کھڑے تھے اس کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ جو مدینہ منورہ کے قریب جگہ ہے وہ ''عدوۃ الدنیا'' ہے اور یہاں مسلمانوں کا لشکر تھا۔ جہاں تک ''العدوۃ القصوی'' کا تعلق ہے تو وہ دور کا کنارہ ہے جہاں کافروں کا لشکر تھا اور یہ مکہ کے قریب تھا۔ کیونکہ مکہ والے اسی طرف سے آئے تھے اور وہیں ٹھہر گئے تھے۔ جہاں تک ''الرکب اسفل منکم'' کا تعلق ہے تو اس کا مفہوم قریش کا تجارتی قافلہ ہے جو بہت نیچے بحیرہ قلزم کے ساحل کی طرف تھا۔

مسجد العریش اس جگہ بنی ہوئی ہے جہاں پر اسلامی تاریخ میں سب سے پہلا مرکز قیادت بنایا گیا تھا۔ یہ جگہ میدان جنگ کے شمال میں خاصی اونچائی پر ہے۔ یہاں سے پورا میدان جنگ نظر آتا ہے۔ ہم قدرے نشیب میں چلے گئے۔ یہ میدان کوئی بہت بڑا نہیں ہے۔ قبرستان اور معرکہ کی جگہ میں فاصلہ تقریباً آدھا کلومیٹر کا ہوگا۔ اس واقعہ کو چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے۔ یہ میدان وہی ہے مگر اس کی ہیئت یقیناً بدل چلی ہے۔ اب یہاں پر کھجوروں کا باغ ہے۔ ایک طرف دیکھا تو لڑکے فٹ بال کھیل رہے تھے۔ میں تصور میں دور قریش کا لشکر دیکھ رہا تھا جو بڑے غرور سے یہاں آیا تھا۔

عبداللہ العبدلی نے میدان جنگ کا نقشہ بنانا شروع کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عبقریت کی ایک اور مثال کہ آپ مرکز قیادت سے نیچے اترتے ہیں۔ مسلمانوں کی صف بندی کرتے ہیں، ہاتھ میں تیر ہے، اس تیر کے اشارے سے صف بندی فرما رہے تھے۔ ایک صحابی سواد بن غزیۃ انصاری صف سے کچھ آگے نکلے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے پیٹ پر تیر کا دباؤ ڈالتے ہوئے فرمایا: سواد برابر ہوجاؤ۔

عبداللہ العبدلی بڑی تیز تیز گفتگو کر رہے تھے۔ عربی زبان تو مادری تھی ہی مگر بڑی فصیح زبان کہ باوجود تیزی کے ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ پلے پڑ رہا تھا۔ یوں بھی وہ میدان بدر میں کھڑے تھے، ان میں جوش اور جذبہ بڑھ گیا تھا۔ انہوں نے اشارے سے بتایا کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے سواد کے پیٹ پر تیر کا دباؤ ڈالا تو سواد کہنے لگے کہ اللہ کے رسول! آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، مجھے اس کا بدلہ دیجیے۔ صحابہ کرام سناٹے میں آگئے۔ جنگ کا میدان، دشمن سامنے، صفوں کی درستگی ہورہی ہے اور ایک جوان اپنے کمانڈر انچیف سے بدلہ کے لیے کہہ رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی بدلہ دینے میں دیر نہ کی، اور رحمت کائنات نے فوراً بدلہ کے لیے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ سواد کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ نے مجھے کچوکا دیا تھا تو میرا پیٹ ننگا تھا، آپ بھی قمیص ہٹالیجیے اور پھر چشم کائنات نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا کہ سرور کائنات نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا ہٹا دیا۔ اسے کہتے ہیں عدل و انصاف۔ صحابہ کرام خاموش دیکھ رہے ہیں کہ سواد کیا کررہا ہے۔ ادھر بطن مبارک سے کپڑا ہٹا تو سواد نے جلدی سے اس پر بوسے دینے شروع کردیئے۔ ارشاد ہوا سواد یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ جنگ کا وقت ہے، دشمن سامنے ہے، ہوسکتا ہے کہ شہادت نصیب ہوجائے اور میری تمنا یہ ہے کہ اس آخری وقت میں میرے جسم کی جلد آپ کی مبارک اور مطہر جلد سے چھوجائے۔ سرور کائنات نے اپنے اس محب کے لیے خاص دعائیں فرمائیں۔

قریش کا طریقۂ جنگ بالکل غیر منظم تھا۔ شیخ عبداللہ نے ہمیں اشارہ کر کے بتایا کہ سامنے مکہ کی طرف قریش کا بے ہنگم اور غیر منظم لشکر تھا، مگر لڑائی سے پہلے تو قریش کا اسود نامی شخص قتل ہوا تھا۔ غالباً میں نے یا کسی اور نے پانی کے حوض کے بارے میں ان سے سوال کیا تو اس کے جواب میں انہوں نے بڑی تفصیل سے بتایا۔

میرا سوال تھا کہ وہ پانی کا کونسا حوض تھا جس کا پانی پینے کی اسود مخزومی نے قسم کھائی تھی؟.........(جاری)

OOOOO

## بقیہ کرشن قادیانی اور ہم

یہ بتادو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہارا تجربہ ہو چکا ہے کہ تم معمولی واقعات کو اپنی پیش گوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہو، اسلئے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے زکام ہوگا یا نکسیر پھوٹے تو آپ اسی کو اپنی صداقت کا انسانی ہاتھوں سے بالا آسمانی نشان بنالیں۔ میں آپکی ان چال بازیوں سے خوب واقف ہوں:

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
لاکھ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر نمبر ۲۴ جلد ۴۔ مورخہ ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۔۷)

## ضروری اطلاع

جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرمہ سعودی عرب کے طلبہ ومتخرجین کا سالانہ اجلاس مورخہ 13-14 جولائی 2011ء بروز بدھ، جمعرات دار الحدیث الخیریہ حسن آباد خانیوال روڈ ملتان میں منعقد ہو رہا ہے۔ جامعہ ہذا سے منسلک ومتخرجین اس اطلاع کو دعوت نامہ ہی سمجھیں اور حاضری کو یقینی بنائیں۔ شکریہ!

الداعی الی الخیر: ڈاکٹر حافظ محمد نصر اللہ 0302-3736449